السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عورتوں کو بھی جمعہ کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ جس طرح مردوں پر ضروری ہے کیا عورتیں بھی جمعہ کی نماز مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نہ پڑھنے سے اسی طرح گناہ گار ہوں گی، جس طرح مرد گناہ گار ہوتے ہیں۔ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ عورتوں پر جمعہ کی نماز اسی طرح فرض ہے جس طرح مردوں پر۔ ان کا استدلال یہ ہے۔ کہ سورۃ جمعہ کی آیت یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمنوا الخ کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں ہم نے ان کی خدمت میں مشکوٰۃ کی یہ دو حدیثیں پیش کیں:

(۱) عن طارق بن شھاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعة حق واجب علیٰ کل مسلم فی جماعة الّا علی اَربعة عبدٍ مملوک اوامْرَأة او صَبِیٍّ او مَرِیْضٍ (رواہ احمد)

(۲) عن جابر اَن رسول اللہ قال: «من یومن باللّٰہِ والیوم الاخر فعلیہ الجمعة ویوم الجمعة إلا مریض اَو مسافر اَو امرأة اَو صبی اَو مملوک» (دار قطنی)

ان دونوں حدیثوں میں پہلی حدیث کے بارے میں مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ سند کے اعتبار سے طارق کی حدیث صحیح ہے، لیکن طارق صحابی نہیں ہیں، اور نہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے۔ تو یہ حدیث مرسل ہوئی اور حدیث مرسل ایسی حجت نہیں ہے، جو عموم قرآن متواتر کی تخصیص کرسکے۔

حدیث جابر کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اس لیے ان دونوں حدیثوں سے عورتوں کو مستثنیٰ کرنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا عورتوں پر جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں آکر پڑھنا فرض ہے۔ وہ مولوی صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہل ظاہر نے عبد مملوک پر جمعہ کو واجب ٹھہراتے ہوئے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ملاباری مولوی صاحب کا استدلال صحیح ہے یا غلط ہے اور ان حدیثوں کے بارے میں ان کی تنقید درست ہے یا نہیں، معلوم کرائیں، جمعہ کی نماز میں عورتوں کے شریک ہونے کو ہم جائز تو سمجھتے ہیں۔ مگر ان کی شرکت کی فرضیت تحقیق طلب ہے، ازراہ کرم صحیح مسئلہ کیا ہے اور سلف کا تعامل کیسا رہا ہے معلوم کرا کے ممنون فرمادیں۔ (والسلام سید عنایت اللہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے اور مذکورہ سوال کی حدیثیں قابل حجیت ہیں۔ طارق بن شہاب کی روایت بھی صحیح سند سے مروی ہے۔ تلخیص الحبیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ میں ہے۔

«الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة إلا اربعة عبد أو امرأة أو صبیّ أو مریض» (ابو داؤد)

من حدیث طارق ابن شھاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الحکم من حدیث طارق ھذا عن أبی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصححہ غیر واحد

اور اس کی تائید ابن خزیمہ کی حدیث سے ہوتی ہے، چنانچہ تلخیص کے اسی صفحہ پر ہے۔

وأخرجہ ابن خزیمة من حدیث ام عطیة نھینا من اتباع الجنائز ولا جمعة علینا کذا أخرجہ بھذا اللفظ وترجمة علیہ اسقاط الجمعة عن النساء

لہٰذا یہ حدیثیں صحیح قرآن مجید کی مخصص ہو جائیں گی ملاباری مولوی صاحب کا استدلال درست نہیں ہے۔ اور حدیث مذکورہ درایہ صفحہ ۱۳۲ میں بھی ہے۔ اس میں عن تمیم الداری رفعہ الجمعة واجبة الخ اور عن ابن عمر رفعہ الخ وعن جابر رفعہ الخ اس حدیث کے چار صحابی ابو موسیٰ اور تمیم الداری اور ابن عمر اور حضرت جابر روایت کرنے والے ہیں۔ لہٰذا ارسال اور ضعف جاتا رہا۔ واللہ أعلم بالصواب (اہل حدیث دہلی جلد نمبر ۵ ش نمبر ۳۲)

وَوَرَدَ علیہ دَامَت رحمة البَاری تَتْرِیٰ اِلیہ

ھذا السَّوالُ ولفظہ ما قولکم رضی اللہ عنکم فی رجل یجھر بالقراءة فی المسجد حال تلاوتہ ویتأذی بجھرہ المصلون ھل لہ أجر علی جھرہ ام لا افتونا ماجورین فاجاب بقولہ رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذی اصطفی وبعد فقد ورد عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال اعتکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فسمعھم یجھرون بالقرأة فکشف الستر وقال ألا کلکم مناج ربہ فلا یؤذین بعضکم بعضا ولا یرفع بعضکم علی بعض فی القرأة أو قال فی الصلاة اخرجہ أبو داؤد وقال المنذری واخرجہ النسائی وأقل السید محمد بن إسماعیل الأمیر وحدیث لا یشغلن قارئکم مصلیکم حدیث غیر صحیح إلا أنہ قد ثبت معناہ وذلک أنہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بعض الصلوٰة التی یجھر فیھا بالقراءة فلما انصرف قال للذین خلفہ ھل تقرأون إذا جھرت فقال بعضھم ان لنصنع ذلک قال فلا تفعلوا إلا بأم القراٰن فإنہ لا صلوٰة لمن لم یقرأ بھا أخرجہ أبو داود والترمذی وغیرھما وھذا فی الجھریة وثبت فی السریة مثل ذلک وإذا نھی صلی اللہ علیہ وسلم عن القرأة فی الصلوٰة لئلا یختلط علی الإمام فالنھی عن القراءة لمن ھو خارج الصلوٰة کالذی یدرس جھراً والناس یصلون ولو واحداً اولی وکل فعل منھی عنہ فلا أجر فیہ بل فیہ الاثم فمن أراد بعلوا القراءة فی مسجد لا تزال الصلوٰة فیہ فیجب علیہ اسرار تلاوتہ واللہ أعلم انتھیٰ کلام السید محمد بن اسمعیل الأمیر بلفظ فإذا علمت ھذا فاعلم انّ ما قید بہ السید یکون الناس یصلون لیس بقیدٍ فی الحقیقة ویدلک علی ذلک الحدیث المتقدم فی ابو داؤد عن أبی سعیدٍ وفیہ اعتکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعھم یجھرون بالقرأة الخ فإن فیہ ایذاء الناسِ بالقرأة وھم فی الصلوٰة أو فی غیرھا منھی عنہ قال النووي فی شرح مسلم فی کتاب فضائل القراٰن قولہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یقرأ باللیل فقال یرحمہ اللہ لقد اذکرنی کذا وکذا آیة فی ھذہ الألفاظ فوائد منھا جواز رفع الصوب القرأة فی المسجد باللیل ولا کراھة فیہ إذا لم یؤذ أحدًا ولا تعرض للریاء والاعجاب ونحوِ ذلک انتھیٰ وقال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری فی باب رفع الصوتِ بالتکبیر بعد ذکر حدیث ابی موسیٰ کنا إذا اشرفنا علی وادٍ ھللنا وارتفعت أصواتنا الخ قال الحافظ قال الطبری فیہ کراھیة رفع الصوت بالدعاء والذکر وبہ قال عامة السلف من الصحابة والتابعین انتھیٰ فقد بأن الحق واتضح بما اوردناہ من الأحادیث وکلام شراحہ بان رفع الصوت بالقرأة إذا کان مما یتاذی بہ من فی المسجد سواء کانوا یصلون أو غیر مصلین منھی عنہ وقد ایّدنا ذلک بنام نقلناہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وبماَ اتفق علیہ السلف من الصحابة والتابعین کما مر عن الطبری والنووی ونقلہ الحافظ عن الطبیری مرتضیا لہ واللہ أعلم وعلمہ اتم واحکم وھو حسبنا ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة إلا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

(نورالعین فتاویٰ شیخ حسین ص۹۷)

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل]

جلد02

محدث فتویٰ